حُبِ آلِ محمد ﷺ

از سید ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضورِ اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کا تقاضا ہے۔ کہ جو جو انھیں محبوب تھا ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے انہیں تعلقِ خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ اُن سے محسوس کریں، اور اُن کا ادب و احترام، انکی تعظیم و توقیر جی کی گہرائیوں میں محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا محسوس نہیں کرتے تو خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ہماری محبت میں نقص ہے۔ اور ہزار ہم محبِ رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ کریں اگر یہ کیفیت نہیں ہے۔ تو یہ حبِ رسول ﷺ محض ایک فریبِ نفس ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی

ہے۔ وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ایک عاشق نے کہا۔

اے گل بتو خورسندم تو بُوئے کسے داری

اے پھول اس لیے بھلا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں سے یار کی خوشبو آتی ہے۔ اس گھر کے درو دیوار پر پیار آتا ہے جس میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو۔

قیس عامری کہتا ہے۔

امر علی الدیار دیارِ لیلی

اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

و ما حبُ الدیار شغفن قلبی

و لکن حب من سکن الدیارا

میں لیلیٰ کے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں۔ کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو چومتا ہوں۔ کچھ ایسی بات نہیں کہ ان گھروں کے پتھروں اور اینٹوں پر ریجھا ہوا ہوں، نہیں یہ تو اُس کی محبت کا تقاضا ہے۔ جو اِن گھروں میں رہتا تھا۔ وہ راہیں جن سے یار گزرتا ہے، اُن راہوں پہ پیار آتا ہے۔

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گُل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

قیس عامری کہتا ہے۔

من آلِ لیلی و این لیلی

لیلیٰ اب کہاں ہے۔ لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں سے لیلیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں۔ یہ محبت کی عام واردات ہیں۔ محبت جہاں بھی ہو گی، اس کے برگ و بار یہی ہیں۔

ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وضو سے جو پانی بچ جاتا۔ صحابہ اس پر جھپٹ پڑتے۔ صحابہ اسے تبرکا جسم پر ملتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لعابِ مبارک صحابہ کے ہاتھوں پر گرتا تھا۔ آپ حجامت کرواتے ، تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے عاشقوں کا آپ کے گرد ہجوم ہو جاتا۔ آپ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اُچک لیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اِن نشانیوں کو آخرت کا توشہ سمجھتے تھے اور مرنے کے بعد بھی اپنے آپ سے جُدا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضورِ اقدس علیہ الصلاۃ والسلام جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے۔ تو ان کی والدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو انھوں نے

نصیحت کی ۔ کہ میرے لاشے پر حنوط ملو، تو اس میں حضور ﷺ کے پسینے میں بسا ہوا عطر بھی ملا لینا۔

ایک دن حضور ﷺ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا، اور پانی پیا۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا دہانہ کاٹ کر تبرکا اپنے پاس رکھ لیا۔ کہ میرے آقا ﷺ کہ مقدس ہونٹوں نے اس دہانے کو لمس کیا ہے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ اس کی گلیاں عزیز، اس کا آستانہ عزیز، اس کا پیراہن عزیز، اس کی جوتیاں عزیز، اس کا گھرانہ عزیز، اس کے خادم عزیز، پس اس ذاتِ اطہر واقدس ﷺ کی محبت کا

بدیہی تقاضا ہے کہ اہلِ بیت سے محبت ہو۔ پھر گھرانہ بھی وہ کہ خود خُدا آخری صحیفہ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے اور ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے۔ وہ جن کی عظمت و عزت کا یہ عالم کہ قرآنِ مجید میں اُن پر صلاۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہو۔ وہ جن کی فضیلت کعبے کا دروازہ تھام کر آپ ﷺ نے یوں بیان کی ہو۔ دیکھو! میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی سی ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا۔ وہ بچ گیا، جو اس سے دور رہا ہلاک ہوا۔ (مسند احمد)

وہ جن کے احترام کو ملحوظ رکھنے کی آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی۔ بالخصوص حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام سے آپ ﷺ کو ایک خاص قلبی

لگاؤ تھا۔ اُن کی پیدائش کے وقت خود حضورﷺ نے ان کے کان میں اذان دی تھی اور "اشھد ان لا اله الااللّٰہ " کی صدا ان کی روح میں اتاری تھی اور اپنا لعابِ مبارک ان کے دہن میں ڈالا تھا۔ آپﷺ انھیں چومتے تھے اور سینے سے لگا کر انہیں بھینچتے تھے۔

(مسند احمد)

پس جس گھرانے کی محبوبیت کا یہ عالم ہو، اس کی محبت اور یاد میں جو صبحیں اور شامیں بسر ہو جائیں حاصلِ عمر ہیں۔ ان کی مدح و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں کم ہیں۔ ان کی یاد روح کی پاکیزگی اور دل کی طہارت کا ساماں ہے۔ ساتھیو! اپنے حریمِ دل میں جھانک کر دیکھو، اگر اس میں اہلِ بیت کی محبت

بالخصوص حسین علیہ السلام بن فاطمہ علیہا السلام کی محبت نہیں پاتے ہو تو یقین کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت محض فریبِ نفس ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھو کہ آپ ﷺ کا پسینہ ، آپکے وضو کا بچا ہوا پانی، آپ ﷺ کے موئے مبارک حتیٰ کہ آپ ﷺ کا لعابِ دہن بھی انھیں عزیز تھا۔

پھر آہ صد ہزار آہ و حرماں

اگر تم اپنے سینوں کو حسین بن فاطمہ بنت محمد ﷺ کی محبت و تعظیم سے خالی پاتے ہو۔ یہ بہت بڑی محرومی و شقاوت ہے۔ تم یقین کرو کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کی محبت اگر تمہارے رگ و پے میں اتر جائے تو تم ان کے غلاموں کا بھی ادب کرو۔

آہ یہ کسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبرِ رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر اُس محبوبِ بارگاہ رسالت ، اس جگر گوشہ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا۔ وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان واسلام کی معرفت حاصل ہوئی تم کو کیا ہوا کہ تم اُن ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو؟ اور پھر اس عیب چینی اور خوردہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن ،یزید اور ابنِ زیاد نے اہلِ بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔

حدیث قدسی ہے!

"من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب"

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے میں اُس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

حضرت حسین علیہ السلام کے ولی اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ وہ صحابی بھی تھے اور اہلِ بیت میں سے بھی تھے۔ وہ صرف صحابی ہی نہ تھے۔ بلکہ جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہلِ بیت ہی میں سے نہ تھے۔ محبوبِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پس حضرت حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخی ان کی تنقیص، ان کے بارے میں سوئے ادب سراسر موجبِ حرماں ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

ساتھیو! محض تمہارا جی بہلانے کے لیے یا تمہیں خوش کرنے کے لیے تو میں وعظ نہیں کہتا۔ خدا محض اپنی رضا اور خوشنودی کے لیے وعظ کہنے کی توفیق دے۔ تمہاری رنجش اور تمہاری خوشنودی سے کیا ہوتا ہے۔ وہ بیماریاں جو تم میں اور مجھ میں نہیں ہیں میں ان پر بات کیوں کروں۔ کہ ایسا کرنا محض تضیع اوقات ہو۔ وعظ کہنے کا مقصد تو اصلاح حال ہے۔ کبھی مادہ فاسد کے اخراج کے لیے جراحی کا عمل ناگزیز ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نشتر لگتا ہے تو مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر یہ تکلیف بڑی سود مند ہے دوستو۔

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی